باسمہ تعالیٰ

21-2-2018

1

11977

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۶۵۱۲۵۹

(۲)

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید اور اسکی بیوی خوشحال زندگی گزار رہے تھے، اور اسکے تین بچے بھی ہیں، چند سال بعد گھریلو معاملات کی وجہ سے آپس میں اختلافات اور جھگڑے شروع ہو گئے، اور زید نے بیوی کو میکے جانے سے بھی روک دیا تقریباً تین چار سال تک بیوی کو اپنی ماں باپ کی گھر جانے سے روکتا رہا، اور زید نے بیوی کو اس سے پہلے بھی مشروط طلاق دیا تھا مثلاً آج گھر سے نکلی تو طلاق ہو جاؤگی لیکن بیوی نے برداشت کرتا رہا اور اسکی اجازت کے بغیر نہیں نکلی۔

چند دنوں پہلے یعنی 8 فروری 2018 کو زید اور بیوی کے درمیان اپنی بچوں اور بھتیجوں کی وجہ سے جھگڑا ہوا، اور اس بات پر زید نے بیوی کو تشدد کیا تشدد کی وجہ سے بیوی دل برداشتہ ہو کر بولا کہ میں آج جس طرف بھی دیکھوں اس طرف نکل جاؤں گی، یہ کہہ کر برقعہ پہنا، زید یعنی شوہر نے بولا کہاں مت جانا، اپنے ماں باپ کی گھر جانا۔

جب بیوی گھر سے نکلنے کی کوشش کی تو شوہر نے بچے روک لیا، بیوی نے کہا میں بچوں کے بغیر نہیں جاؤں گی، تب زید یعنی شوہر نے بچے دیدئے

جب بیوی گھر سے نکلنے لگی تو شوہر نے کہا تو آج جا رہی ہے تو صاف ستھرا سمجھ لینا اور بیوی اسی دن ماں باپ کی گھر چلی گئی،

نیز بیوی کے بدن میں جو کپڑا تھا وہ پہن کر چلی گئی، ایک دن بعد جب سسر نے داماد کو فون کیا اور کہا کہ تم نے گھروالی کو بھیجا ایک جوڑا کپڑا بھی نہیں دیا اسکے لئے کچھ کپڑے بھیجو، تو اس نے بولا گاڑی بھیجو کپڑا بھی دوں گا اور سامان بھی دوں گا، تو سسر نے بولا میں سامان کی بات نہیں کر رہا ہوں میں کپڑا کی بات کر رہا ہوں تو اس نے بولا وہ آپ کا سامان ہے میں کیا کروں گا، تو سسر نے بولا کیا آپ نے اس کو صاف ستھرا کر دیا ہے؟ تو داماد نے بولا اس کا آپ سے کوئی واسطہ نہیں ہے، تو سسر نے بولا وہ میری بیٹی ہے میں اسکا باپ ہوں واسطہ کیسے نہیں ہے، تو داماد نے بولا میں آپ کو نہیں جانتا۔

نیز یہ واقعہ ۸ فروری ۲۰۱۸ کو ہوا ہے، اب تک داماد اور کسی نے بھی رابطہ نہیں کیا ہے۔

اب مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ شوہر کے یہ کہنے سے کہ تو آج جا رہی ہے تو صاف ستھرا سمجھ لینا (جبکہ بیوی اسی دن میکے چلی گئی) اس سے طلاق واقع ہو گی یا نہیں اور کتنی طلاق ہو گی، اگر طلاق واقع ہوا ہے

(جاری ہے)

(۲)

تو بیوی کی نان و نفقہ کیا ہوگی، اور بچوں کا نان و نفقہ
کتنی عمر تک دینا ہے، اسکے تین بچے ہیں ① بڑی بچی [illegible]
سال ② بڑا بیٹا تقریباً 3 سال ③ چھوٹا بیٹا 1½ سال

براۓ مہربانی قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیکر
عنداللہ ماجور ہوں۔

(جواب منسلک ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامدًاومصليًا

(۱)۔۔۔سوال میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق شوہر کے یہ الفاظ "تو آج جا رہی ہے تو صاف ستھرا سمجھ لینا" کنایاتِ طلاق میں سے ہیں، جس کا حکم یہ ہے کہ اگر یہ الفاظ کہتے وقت شوہر نے طلاق کی نیت کی تھی تو ان الفاظ سے بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہو گئی ہے جس کی وجہ سے اب شوہر رجوع نہیں کر سکتا، البتہ باہمی رضامندی سے شرعی گواہوں کی موجودگی میں نئے مہر کے عوض دوبارہ نکاح کیا جاسکتا ہے۔

اور اگر اس نے ان الفاظ سے واقعۃً طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔

ہم نے دونوں صورتوں کا حکم لکھ دیا ہے، شوہر کو چاہیے کہ مذکورہ الفاظ کہتے وقت واقعۃً جو نیت تھی اسکے مطابق عمل کرے۔

دورانِ عدت مطلقہ بیوی کا نان ونفقہ شوہر کے ذمہ اس وقت لازم ہے جب مطلقہ بیوی اس کے گھر میں یا اس کی اجازت سے میکے میں عدت گزار رہی ہو، لیکن اگر مطلقہ شوہر کی اجازت کے بغیر اپنی مرضی سے اپنے میکے میں یا کسی اور جگہ عدت گزارے تو شوہر پر اس کا نان ونفقہ لازم نہیں ہوگا۔

(وفی امداد الاحکام ج۲ ص ۴۲۴، ۴۶۳، کذا فی التبویب ۱۲۶۹/۵۳، ۱۵۹۴/۵۳، ۱۸۳۸/۱۱)

الفتاوى الهندية – (۱ / ۳۸۰)

امرأة قالت لزوجها: " مرا طلاق ده " فقال الزوج: " داده كيرو كرده كير " أو قال " داده باد وكرده باداں نوى " يقع ويكون رجعيا وإن لم ينو لا يقع ولو قال: داده است أو كرده است يقع نوى أو لم ينو ولا يصدق في ترك النية قضاء ولو قال: داده إنكار أو كرده إنكار لا يقع وإن نوى

دار الافتاء

فی امداد الأحكام(424/2)

امرأة قالت لزوجها: " مرا طلاق ده " فقال الزوج: " داده كيرو كرده كير " أو قال " داده باد وكرده باداں نوى " يقع ويكون رجعيا وإن لم ينو لا يقع ولو قال: داده است أو كرده إنكار أو كرده إنكار لا يقع وإن نوى

قلت :وهذا يدل على الفرق بين كير وانكار في عرفهم وليس ذالك في بلادنا بل ترجمة كل واحد منهما عندنا واحدة

الهداية في شرح بداية المبتدي – (۲ / ۲۹۰)

" وإذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسكنى في عدتها رجعيا كان أو بائنا

الفتاوى الهندية – (١ / ٥٥٨)

والمعتدة إذا كانت لا تلزم بيت العدة بل تسكن زمانا وتبرز زمانا لا تستحق النفقة كذا في الظهيرية

(٢)۔۔۔مذکورہ صورت میں بچوں کا نان ونفقہ باپ کے ذمہ ہے بشرطیکہ بچوں کی ملکیت میں ان کے نان ونفقہ کے بقدر مال نہ ہو، بیٹوں کے بالغ ہونے اور بیٹیوں کی شادی ہونے تک ان کے نان ونفقہ، علاج معالجہ اور تعلیم کے متوسط اخراجات شرعاً والد کے ذمہ لازم ہیں۔

التفسير المظهري – (١ / ٣٢٣)

عَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ يعنى الأب فان الولد يولد له وينسب اليه وتغيير العبارة للاشارة الى المعنى المقتضى لوجوب الإرضاع ومؤن المرضعة عليه- واللام للاختصاص ومن ثم قال ابو حنيفة في ظاهر الرواية ان نفقة الابنة البالغة والابن الزمن البالغ على الأب خاصة دون الام كالولد الصغير

الهداية في شرح بداية المبتدي – (٢ / ٢٩٢)

" ونفقة الصغير واجبة على أبيه وإن خالفه في دينه "كما تجب نفقة الزوجة على الزوج وإن خالفته في دينه أما الولد فلإطلاق ما تلونا ولأنه جزؤه فيكون في معنى نفسه وأما الزوجة فلأن السبب هو العقد الصحيح فإنه بإزاء الاحتباس الثابت به وقد صح العقد بين المسلم والكافرة وترتب عليه الاحتباس فوجبت النفقة وفي جميع ما ذكرنا إنما تجب النفقة على الأب إذا لم يكن للصغير مال أما إذا كان فالأصل أن نفقة الإنسان في مال نفسه صغيرا كان أو كبيرا.

الفتاوى الهندية – (١ / ٥٦٣)

ونفقة الإناث واجبة مطلقا على الآباء ما لم يتزوجن إذا لم يكن لهن مال كذا في الخلاصة..........................واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم.

محمد اویس

اویس سیالکوٹی کان اللہ لہٗ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

١٩/جمادی الثانیہ/١٤٣٩ھ

08/مارچ/2018ء

الجواب صحیح

نائب مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

١٩/جمادی الثانیہ/١٤٣٩ھ

8/مارچ/2018ء

(مہر: دار الافتاء، فتویٰ نمبر ٦٥/١٩٥٩)

الجواب صحیح

محمد یعقوب

١٩/٦/١٤٣٩ھ

الجواب صحیح

١٩/٦/١٤٣٩ھ